مفت سلسلہ اشاعت ۳۹
تعویذ کا شرعی حکم
یا کبیر
انت اللہ الذی
لا تھتدی العقول لوصف
عظمتہ
۹۴۴
۹۵۸
۹۵۶
۹۵۱
۹۵۵
۹۵۰
۹۵۹
۹۵۲
۹۴۵
۹۵۳
۹۵۷
۹۴۷
۹۶۰
۹۴۶
۹۴۹
۹۵۴
مصنف:
حضرت علامہ مولانا
مفتی محمد عبداللہ نعیمی
قرآن کریم
احادیث مبارکہ
اقوال صحابہ
جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان
نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی

سلسلہ اشاعت ______________ ۳۹

نام کتاب ______________ "تعویذ کا شرعی حکم"

مصنف ______________ حضرت علامہ مولانا مفتی
محمد عبداللہ نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ترتیب و تعلیق ______________ حضرت علامہ مولانا مفتی
محمد جان نعیمی مدظلہ العالی

سن اشاعت ______________ نومبر ۱۹۹۵ء۔ بار اول

ناشر ______________ جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار، کراچی۔

تعداد ______________ ایک ہزار (۱۰۰۰)

ہدیہ ______________ دعائے خیر بحق معاونین

بذریعہ ڈاک طلب کرنیوالے حضرات براہ کرم ۲ روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کریں۔

حرف آغاز

تعویذ کا شرعی حکم اپنے طرز کی انوکھی اور موضوع کے لحاظ سے ایک منفرد کتاب ہے جو مفتی اعظم سندھ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبداللہ نعیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رشحات قلم کی سحرکاریوں سے جلا پا کر صفحہ قرطاس پر ابھری ہے۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ جس پر مخالفین نے اپنی ناعاقبت اندیشی اور جہالت کی بناء پر حرام و شرک کا لیبل چسپاں کر رکھا تھا اور اس کار خیر کو پیٹ پرست پیروں کا ایجاد کیا ہوا اور اس پر لی جانے والی اجرت کو حرام کہنے میں ان افتراء پردازوں کو ذرا تامل و ہچکچاہٹ نہیں ہوتی تھی۔

قبلہ مفتی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عوام الناس خصوصا عوام اہلسنت پر احسان عظیم ہے کہ انہوں نے تعویذ کے شرعی حکم کے مسئلے کو نہ صرف یہ کہ قرآن و حدیث اور اقوال محدثین عظام و فقہاء کرام سے اظہر من الشمس کیا۔ بلکہ مخالفین جن احادیث سے تعویذ کے عدم جواز پر استدلال کرتے ہیں ان کے تسلی و تشفی بخش جوابات بھی عنایت فرمائے ہیں۔

کتاب ھذا ایک ایسے دریچہ کی مانند ہے کہ جس سے جھانک کر انشاءاللہ تعالیٰ قاری پر نہ صرف یہ کہ تصویر کا اصل رخ آشکارا ہو جائے گا بلکہ مسئلہ تعویذ کے جواز پر مخالفین نے جھوٹ و افتراء پردازیوں سے گردوغبار کی جو تہہ جمائی ہوئی ہے وہ بھی چھٹ جائے گی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت علامہ مولانا مفتی اعظم سندھ کی

قبرِ پُر انوار پر اپنی رحمت و رضوان کی بارش کا نزول فرمائے اور ہمیں تا ابد ان کے فیوض و برکات سے مستفیض فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ساتھ ہی ساتھ ہم اراکین جمعیت اشاعت اہلسنت صاحبزادہ مفتی اعظم سندھ حضر ، علامہ مولانا مفتی محمد جان نعیمی مد ظلہ عالی کے بے حد ممنون و مشکور ہیں کہ انہوں نے ہمیں اس کتاب کی اشاعت کی اجازت مرحمت فرمائی اللہ تعالی ان کے علم و عمل اور عمر میں خیر و برکت عطا فرمائے اور ان کے ظل عاطفت کو ہمارے سروں پر تا دیر دراز فرمائے۔

جمعیت اشاعت اہلسنت اس کتاب کو اپنے سلسلہ مفت اشاعت کے خوشنما اور خوش رنگ ہار میں ۳۹ ویں موتی کے طور پر پرونے کا شرف حاصل کر رہی ہے۔ خدا ئے قدیر سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب لبیب روف و رحیم علیہ افضل الصلاۃ والسلام کے صدقے و طفیل جمعیت کی اس سعی کو قبول فرماتے ہوئے اسے نافع ہر خاص و عام بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

غلام غوث و رضا

سید محمد یوسف قادری

پریس سیکریٹری جمعیت اشاعت اہلسنت

حیاتِ نعیمی

از

رئیس القلم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

نقشبندی، مظہری مجددی

باسمہ تعالیٰ

علامہ مفتی محمد عبداللہ نعیمی بن محمد رمضان علیہما الرحمۃ ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۵ء میں ایرانی مکران کے محلہ ریکسر اوارہ پل مقام چاہ بار مکران ایران میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۵ء میں آپ کے والد ماجد نقل مکانی کرکے بلوچستان سے سندھ آگئے۔ اور ملیر (کراچی) میں مستقل آباد ہو گئے۔ یہیں پر مفتی صاحب کی تعلیم کا آغاز ہوا، آپ نے مندرجہ ذیل علماء سے علوم عقلیہ اور نقلیہ کی تحصیل فرمائی:-

(۱) مولانا حکیم اللہ بخش سندھی

(۲) مولانا حافظ محمد بخش جیلی

(۳) مولانا محمد عثمانی مکرانی

(۴) تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی مراد آبادی

اس طرح مفتی صاحب نے سندھ، پنجاب، بلوچستان اور ہندوستان کے علماء سے کسبِ فیض کیا۔ مفتی صاحب نے تاج العلماء کے زیرِ سایہ دارالعلوم مخزن عربیہ (کراچی) سے دورہ حدیث کیا اور ۱۹۶۰ء میں سندِ

فراغت اور دستار فضیلت حاصل کی۔ آپ نے ۱۹۵۵ء سے ہی صاحبداد گوٹھ (ملیر) کی اس مسجد میں تعلیم القرآن کے نام سے مدرسہ قائم کیا جہاں اب دارالعلوم قائم ہے اور خود درس دیتے رہے۔ سند فراغت حاصل کرنے کے بعد ۱۹۶۱ء میں یہاں دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ قائم کیا۔ اس نام کو دو عظیم ہستیوں سے نسبت ہے یعنی حضرت شیخ احمد سرہندی مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ اور صدرالافاضل حضرت مولانا نعیم الدین مرادآبادی جو سواد اعظم اہلسنت کے عظیم پیشوا اور رہنما تھے۔ مفتی صاحب چونکہ نقشبندی مجدّدی تھے اور تاج العلماء کے شاگرد تھے جو حضرت صدرالافاضل علیہ الرحمۃ کے تلمیذ رشید تھے اس لئے اس نام میں ان نسبتوں کا بھی خیال رکھا، اسلام میں نسبتوں کو بڑی اہمیت حاصل ہے جو اس راز سے واقف ہے وہ ہمیشہ سرفراز ہوتا ہے۔ ۱۹۶۱ء میں جب دارالعلوم تعمیر ہوا تو مفتی صاحب نے خود مزدوروں کے ساتھ کام کیا اس سے آپ کے اخلاص اور بے نفسی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ جو عمارت اخلاص نیت پر قائم ہو وہ بلند ہوتی رہتی ہے۔ دارالعلوم کے ساتھ ساتھ آپ نے دارالعلوم کے اندر ہی محمدی مسجد تعمیر کرائی جس نے ماحول کو اور پاکیزہ اور مقدس بنادیا۔

مفتی صاحب طلباء کو اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھتے تھے اور ان کے لباس و طعام کا پورا پورا خیال رکھتے تھے۔ ان کے ہر کام کو اپنے کاموں پر مقدم سمجھتے تھے، ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا نوش فرماتے، ان کی دلداری میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے، وہ بیمار ہو جاتے تو آپ بے قرار ہو جاتے، خود علاج معالجہ کراتے۔ طلباء کو سادگی کی تعلیم فرماتے اور عمل پر زور دیتے کیونکہ وہ خود سراپا پیکر علم تھے۔ ہمارے اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ایسے شفیق و کریم استاد ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتے الا ماشاء اللہ۔ ساری

خرابی کی اصل استادوں کے دل سے طلباء کی محبت و شفقت کا ختم ہوجانا اور ان کو مالِ تجارت سمجھ کر ان سے نفع حاصل کرنے کی خواہش کا پیدا ہوجانا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے استادوں کو مفتی صاحب جیسے مثالی استادوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ وہ علم کے گہوارے جو شروفساد کا مرکز بن گئے امن و سکون کا سرچشمہ بن جائیں۔ آمین دارالعلوم مجدّدیہ نعیمیہ کا نظم و ضبط دیدنی ہے۔ اس کے متعلق جسٹس مفتی سید شجاعت علی قادری نے یہ اظہار خیال فرمایا ہے۔

”طلباء میں اتنا عظیم الشان نظم و ضبط صرف مفتی صاحب کی کرامت کا نتیجہ کہا جاسکتا ہے۔“ (۱)

مفتی صاحب سلسلہ قادریہ میں حضرت الحاج سید عبدالخالق شاہ مکرانی علیہ الرحمۃ سے بیعت تھے اور سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت الحاج عبداللہ سولنگی سندھی علیہ الرحمۃ سے بیعت تھے اور آپ ہی سے خلافت بھی حاصل تھی مگر مفتی صاحب نے خلافت و اجازت کے باوجود ہمیشہ بیعت کرنے سے احتراز فرمایا اور طالبوں کو دوسرے شیوخ کی طرف متوجہ فرمایا یہ ان کی انکساری کی دلیل ہے البتہ مفتی صاحب نے اپنے آخری زمانے میں چند حضرات کو بیعت فرمایا تھا۔

۱۹۷۱ء میں وہ حج بیت اللہ شریف اور زیارت حرمین شریفین کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے، یہ حج، حجِ اکبر تھا جو مفتی اعظم اور شہزادہ امام احمد رضا حضرت شاہ محمد مصطفٰے رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہما کی معیت میں ادا کیا گیا۔ سبحان اللہ نور علی نور۔ مفتی صاحب نے کئی بار عمرہ اور زیارت حرمین طیبین کی سعادت حاصل کی۔ ۱۹۷۷ء میں وہ ایران کے دورے پر تشریف لے گئے اور وہاں ایک ماہ کا طویل تبلیغی دورہ کرکے اہل سنت و

جماعت کے مسلک کی اشاعت کی۔ وہ دین کی خدمت میں مجاہدانہ سرگرم عمل رہے۔ تبلیغ دین متین اور درس و تدریس کے علاوہ انھوں نے فتوی نویسی کے ذریعہ بڑی خدمت کی۔ فتوی نویسی اتنی آسان نہیں جتنی لوگ سمجھتے ہیں۔ اس کے لئے سالوں کے مطالعے،مشاہدے، محنت، تحقیق و تدقیق کے ذوقِ تنقید و تنقیح کے ملکہ، خداداد صلاحیت و قابلیت، تحمل و تدبر، سائل کے غرض و غایت کے ادراک، حالات اور ماحول کے تقاضوں کو سمجھنے کی لیاقت اور بہت سے دیگر امور کی ضرورت ہوتی ہے۔ مسائل کی کتابوں اور فتووں کے مجموعوں کی روشنی میں فتوی دینے والا مفتی نہیں بلکہ مفتی ناقل ہے جس کے پاس صرف نقل کرنے کے لئے عقل ہوتی ہے کیونکہ نقل کے لئے بھی عقل چاہیئے اور اب تو یہ عقل بھی عنقا ہوتی جارہی ہے۔ مفتی صاحب کتب تفسیر و حدیث اور فقہ پر عبور رکھتے تھے۔ ان کے فتووں سے ان کی بصیرت و تبحر علمی کے ساتھ ساتھ اخلاص، بے نفسی اور عدل سندی کا بھی اندازہ ہوتا ہے اسی لئے وہ مرجع انام تھے۔ جسٹس مفتی شجاعت علی قادری مفتی صاحب کی فتوی نویسی پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"مفتی صاحب کی یہ خصوصیت تھی کہ آپ کے فتاوی ہاں یا نہیں تک محدود نہیں تھے بلکہ آپ کے فتاوی نہایت مدلل اور نصوص کتب سے مالا مال ہوتے تھے۔ اندرون سندھ کے لئے وہ بلاشبہ مرجع فتوی تھے اور بڑے اہم فتوے ان کے پاس آتے تھے۔" (۲)

مفتی صاحب فضائل و کمالات کا پیکر تھے۔ ان کے اساتذہ بھی ان کے بارے میں بلند خیال رکھتے تھے جس سے ان کی حقیقی عظمت و بزرگی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ دارالعلوم نعیمیہ (کراچی) کے ناظم تعلیمات مولانا جمیل

احمد نعیمی اپنے مشاہدات قلمبند کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

میں نے اپنے استاد محترم تاج العلماء مفتی محمد عمر صاحب نعیمی اشرفی قدس اللہ سرہ القوی کو موصوف کے علم و فضل، زہد و تقوی، شوق مطالعہ، تفقہ فی الدین اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے والہانہ عشق و محبت کی تعریف کرتے ہوئے بارہا سنا ہے۔ (مفتی محمد عبداللہ نعیمی، قریشی ص ۸۴)

مفتی صاحب عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے، نعتیہ کلام سن سن کر دل گرم رکھتے تھے، وہ مولانا حسن رضا خاں بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ شعر سن کر خوب جھومتے تھے۔

دل میں ہو یاد تیری گوشہ تنہائی ہو
پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو

اللہ اکبر! اب خلوتِ قبر میں محفل سجی ہے۔ یہ عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی تھا جس کی وجہ سے سادات کرام کی بہت تعظیم کرتے تھے، ان کے ہاتھ چومتے کہ ان کو محمد مصطفے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خاص نسبت ہے۔ ساری کرامت نسبتوں کی ہے، افسوس اس راز کو نہ سمجھنے والوں نے اب تک نہ سمجھا اور قرآن حکیم سے بھی سبق نہ لیا۔ مقام ابراہیم، تابوت سکینہ، پیرہن یوسف یہ سب نسبتوں کی یادگاریں ہیں بلکہ خود بیت اللہ شریف عالی نسبتوں کا خزانہ ہے، پیاروں نے بنایا، پیارے ہی طواف کرتے رہے اور محبوبِ حقیقی پر فدا ہوتے رہے۔ اب ہم طواف کررہے ہیں، ان کے نشان قدم پر چل رہے ہیں۔ سبحان اللہ!

یہ عشق مصطفے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی تھا جس نے مفتی صاحب کو صفات حسنہ کا پیکر بنادیا تھا۔ وہ بڑے حلیم الطبع تھے اور "نرم

دم گفتگو گرم دم جستجو" کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ روٹھنے والوں کو خود جا کر منا لیا کرتے تھے، یہ صفت علماء میں عنقاء ہوتی جارہی ہے۔ ایک ہی مسلک کے علماء آپس میں روٹھے رہتے ہیں اور عوام اہلسنت حیران پریشان ایک ایک کا منہ تکتے ہیں بلکہ اب تو فقراء میں بھی صلہ رحمی کی یہ صفت معدوم ہوتی جارہی ہے اور خانقاہی عصبیتیں یک جہتی کو پارہ پارہ کررہی ہیں۔

مفتی صاحب، صاحبِ تقوی و طہارت تھے، ہر وقت باوضو رہتے تھے، تقوی و پرہیزگاری کا یہ عالم تھا کہ مشکوک مال سے بھی پرہیز فرماتے تھے، اکثر مدارس عربیہ حکومت کی طرف سے دی جانے والی زکوٰۃ کو تصرف میں لاتے ہیں بلکہ کوشش کرتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ زکوٰۃ ملے مگر مفتی صاحب نے یہ زکوٰۃ کبھی قبول نہ فرمائی ان کی نظر میں اس کو قبول کرنے میں یہ رکاوٹیں تھیں:-

(۱) حکومت غاصبانہ طریقے سے زکوٰۃ و عشر وصول کرتی ہے جس میں معطی کی نیت کا دخل نہیں جب کہ زکوٰۃ کے لئے دینے والوں کی نیت شرط ہے۔

(۲) زکوٰۃ کے لئے تملیک شرط ہے یعنی جس کو زکوٰۃ دی جائے اس کو مالک بنادیا جائے۔ یہ شرط بھی یہاں مفقود ہے۔

(۳) زکوٰۃ کے لئے مال صحیح ہونا بھی شرط ہے؛ مال مغصوبہ کبھی مال زکوٰۃ نہیں ہوسکتا اور حکومت زکوٰۃ کا مال جبراً خلاف شرع وصول کرتی ہے۔

ایسے مال زکوٰۃ کے لئے مفتی صاحب نے فرمایا:

"میرا ضمیر گوارہ نہیں کرتا کہ اس قسم کا ناجائز مال اپنے طلباء پر خرچ کروں۔" (۳)

ایسے مال زکوٰۃ کے علاوہ جو صاحبِ نصاب براہ راست مدرسہ کے

لئے پاکیزہ مال دیتا قبول فرما لیتے اور اس کو بھی کمال تقوی و احتیاط سے خرچ کرتے جو احتیاط دوسرے مدارس عربیہ میں کم ہی نظر آتی ہے۔ ان کے حزم و احتیاط کا یہ عالم تھا کہ جب بڑے صاحبزادے مولانا غلام محمد شہید علیہ الرحمۃ نے ۱۹۸۲ء میں بی۔اے کرنے کے بعد بینک میں ملازمت کے لئے دعا کی درخواست کی تو فرمایا:-

"بیٹا دارالعلوم تمہارا ہے اور اب تم کو ہی چلانا ہے میں ہرگز نہیں چاہتا کہ بینک کی سود والی رقم تم گھر میں لاؤ"۔

اس نصیحت کے چند روز بعد مفتی صاحب حادثے میں شہید ہو گئے اور دارالعلوم کا بار گراں صاحبزادہ مولانا غلام محمد جان کے کندھوں پر آگیا، جو جدید رنگ میں رنگے ہوئے تھے، وہ اللہ کے رنگ میں رنگ گئے ایسے بدلے کے پہچانے نہ گئے، چہرے پر داڑھی، سادہ لباس، سر پر عمامہ، عاجز و منکسر المزاج اور ادائیں دلنواز۔ سبحان اللہ، ماشاء اللہ، اللہ تعالیٰ کو یہ ادائیں ایسی پسند آئیں کہ ان کو جوانی میں شہادت کے عظیم مرتبے سے نوازا۔ قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز۔

مفتی صاحب، صاحب استقامت تھے، ان کے پائے استقلال کسی حالت میں بھی متزلزل نہ ہوئے، استغنا ان کی طبیعت ثانیہ تھی وہ اللہ کی مدد اور غیبی تائید پر دل و جان سے یقین رکھتے تھے۔

انتظام کار خود بگزار بر تقدیر حق
اندریں دارِ حوادث مست شو، دیوانہ باش

اپنی تعریف کبھی پسند نہ فرماتے اور فرماتے "مجھے فقیری پسند ہے"۔ بڑے مہمان نواز تھے، آدھی رات کو بھی مہمان آجائے تو خندہ پیشانی سے پذیرائی کرتے اور گرم گرم روٹیاں پکوا کر مہمان کو کھلاتے۔ آج

کل تو شہروں میں مہمان بارِ گراں معلوم ہوتا ہے، رات کو آجائے تو کوہ گراں مگر مفتی صاحب مہمانوں کے لئے ہمیشہ آنکھیں بچھاتے تھے۔

مفتی صاحب ظاہر و باطن میں عامل سنت تھے۔ سادہ مزاج، سادہ لباس، سادہ گفتار، خلیق و ملنسار، عاجز و منکسرالمزاج، تحمل و برد باری سے مخالفین کی بھی پذیرائی فرماتے تھے۔

صلح کل از ہرکس و ناکس خوش آمد خوش امیر
رنج خاطر کفرملت داں، گل بے خار باش

حقیقت یہ ہے کہ اگر مریض کو تنہا چھوڑ دیا جائے اور اس کی تیمارداری اور علاج نہ کیا جائے تو مرض بڑھتا رہتا ہے اور مریض کی حالت دگرگوں ہوتی رہتی ہے۔ مریض خود ہلاک ہوجاتا ہے اور دوسروں کو مریض بناجاتا ہے اس لئے جو حضرات فکری اور روحانی امراض میں مبتلا ہیں ان کی طرف شفقت و مہربانی کے ساتھ متوجہ ہونا وہ "صلح کل" نہیں جو عقلیت پرستوں کا شیوہ ہے اور جو ہر حالت میں مذموم ہے بلکہ مخالفین سے حسن سلوک سے پیش آنا تو سنت رسول علیہ السلام ہے۔ حکیم اگر مریض سے ناراض ہو جائے تو مریض کا اللہ ہی مالک ہے۔ مفتی صاحب کا عمل سنت کے مطابق تھا۔ جس زمانے میں انھوں نے نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جدوجہد کی ان کو شدائد و مصائب سے سابقہ پڑا، اپنے بیگانے جان کے دشمن ہو گئے مگر جب حالات نے پلٹا کھایا اور وہ جان کے دشمن زندانِ بلا میں محبوس کئے گئے تو آپ نے ان کی رہائی کے لئے پوری پوری کوشش کی اور ایک ایسی مثال قائم کی جو دورِ جدید میں عنقا ہے۔

مفتی صاحب نے بڑی کامیاب زندگی گزاری، دین و مسلک کی خدمت کی جو یادگار رہے گی۔ ان کا چہرہ نورانی تھا اور ان کا باطن بھی

نورانی تھا، شہادت سے قبل جو کچھ آپ نے فرمایا وہ نورانیت قلب پر گواہ ہے۔ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ میں زیادہ خوش و خرم نظر آرہے تھے کہ شوال المکرم میں مولی کے حضور حاضر ہونے والے تھے مسجد غوثیہ میں آخری خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

"آپ حضرات مسجد میں کسی اور خطیب کا انتظام فرمالیں ممکن ہے کہ میں آئندہ جمعہ سے نہ آسکوں۔" (۴)

وصال سے ایک روز قبل آخری جمعرات کو بعد نماز عشاء طلباء کو ہال میں جمع کرکے فرمایا۔

"آج مجھ سے جو مسائل وغیرہ دریافت کرنے ہوں کرلو، آج کے بعد تم کس سے پوچھو گے، کون تم کو بتائے گا۔" (۵)

دوسرے دن جمعہ کو فجر کی نماز پڑھائی، پھر طلباء کو نصیحتیں فرمائیں اور ایک طالب علم سے فرمایا۔

"گھر سے میرے لئے ایک کرتہ لے آو، سفر میں ضرورت پیش آئے گی تو استعمال کرلوں گا۔" (۶)

چنانچہ جوڑے کے بجائے صرف ایک کرتہ ساتھ لیا اور بذریعہ کار سیہون شریف روانہ ہو گئے۔ بڑے صاحبزادہ مولانا غلام محمد شہید کار چلارہے تھے، مفتی محمد احمد نعیمی اور دیرینہ رفیق فقیر محمد بلوچ، حاجی دوست محمد بلوچ ساتھ تھے جب آخری اسٹاپ آمری پر کار پہنچی، کار کا اچانک دروازہ کھل گیا مفتی صاحب چلتی گاڑی سے نیچے آرہے شدید زخمی ہوئے، کرتا تار تار ہوگیا اور وہ کرتا جو ساتھ لیا تھا پہنایا گیا۔ حادثے کی خبر دنیائے سنیت پر بجلی بن کر گری، مفتی صاحب کو سیہون شریف سے حیدر آباد سندھ لایا گیا اور یہاں سے کراچی لے گئے۔ برابر خون نکلنے کی وجہ سے بہت کمزور ہو

گئے تھے، ڈاکٹروں نے تجویز کیا کہ خون چڑھایا جائے جب آپ نے سنا تو برملا فرمایا۔ "میرے جسم میں یہ پلید خون مت چڑھاؤ"۔

اللہ اکبر یہ تقوی و احتیاط فرمانا گوارہ ہے مگر یہ ہرگز گوارہ نہیں کسی انجان انسان کا خون کہ شاید گناہوں میں ملوث ہو، شاید اپنے رب کا سرکش ہو، شاید محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ ہو۔ ان کے پاک جسم میں چڑھایا جائے۔ ۱۰ شوال المکرم / ۳۰ جولائی ۱۹۸۲ء کو رات ۳ بج کر ۱۵ منٹ پر کلمہ طیب پڑھا اور آخری ہچکی لی۔

دل تو جاتا ہے اس کے کوچے میں
جا میری جان جا خدا حافظ

ہاں جان عزیز جاں آفریں کے سپرد کردی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔
روح پرواز کرنے کے باوجود قلب ذکر الٰہی میں ۲۰ منٹ تک مستغرق رہا، یہ دیکھ کر ڈاکٹر بھی حیران رہ گئے۔ جلوسِ جنازہ میں بکثرت لوگ تھے حضرت علامہ عبدالمصطفٰے ازہری علیہ الرحمۃ نے نماز جنازہ پڑھائی موصوف امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ اور فقیہ وقت علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ کے فرزند تھے اور دارالعلوم امجدیہ (کراچی) میں شیخ الحدیث۔ مفتی صاحب کے جسم نورانی کو شام دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کے احاطے میں لحد میں اتارا گیا، یہ وہی زمین ہے جس کی آپ پہلے ہی نشاندہی فرماچکے تھے۔ ادھر آفتاب غروب ہورہا تھا اور ادھر یہ آفتابِ علم و عرفان غروب ہورہا تھا۔

نہ پیچد ستم دریں بستاں سرا دل
زبند ایں و آں آزادہ رفتم
چو بار صبح گردیدم دمے چند
گلاں را آب و رنگے دادہ رفتم

مفتی صاحب نے پس ماندگان میں ۶ صاحبزادگان، ۵ صاحب زادیاں اور ایک بیوہ سوگوار چھوڑیں۔ صاحبزادوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔ مولانا غلام محمد جان نعیمی شہید
۲۔ مولانا محمد قاسم جان
۳۔ علامہ مفتی محمد جان نعیمی
۴۔ بشیر احمد جان
۵۔ نذیر احمد جان
۶۔ منیر احمد جان

اور معنوی اولاد سندھ، بلوچستان، پنجاب اور دوسرے علاقوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ ان کے بعد ان کے جواں سال صاحبزادے برادرم مولانا غلام محمد نعیمی علیہ الرحمۃ نے نہ صرف یہ کہ ان مراسم کو قائم رکھا بلکہ اور فروغ دیا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت مفتی صاحب نے اولاد کی کس طرح تربیت فرمائی تھی۔ انھوں نے اپنا خلوص و لگن اولاد میں منتقل کردیا تھا۔ خدا کی شان فاضل نوجوان مولانا غلام محمد نعیمی علیہ الرحمۃ جوانی ہی میں ایک حادثہ میں شہید ہو گئے۔ پھر ان کے چھوٹے بھائی مولانا مفتی محمد جان نعیمی زید مجدہ نے دیرینہ تعلق کو اور بڑھایا، اللہ تعالٰی ان کو جزاء خیر عطا فرمائے، ان کو اور ان کے علمی ذوق کو دیکھ کر بہت ہی خوشی ہوتی ہے ابھی تو وہ جوان ہیں۔ امید ہے کہ وہ علم و تحقیق کے میدان میں خوب ترقی کریں گے۔ دارالعلوم کی گونا گوں مصروفیات اور اہتمام و انصرام کی ذمہ داریوں کے باوجود علمی ذوق کو پروان چڑھانا انھیں کی مردانہ ہمت کا کام ہے۔ مولی تعالٰی مزید ہمت و استقامت عطا فرمائے۔ آمین

ہر لحظہ نیا طور نئی برق تجلی
اللہ کرے مرحلہ شوق نہ ہو طے

ایک مرتبہ دارالعلوم میں جانا ہوا، فاضل مرتب مولانا مفتی محمد جان نعیمی زید مجدہ نے اپنے والد ماجد حضرت مفتی محمد عبداللہ جان نعیمی علیہ الرحمۃ کے فتاوی کا مجموعہ دکھایا جس کو مفتی محمد جان صاحب خود مرتب کررہے تھے۔ دیکھ کر بہت ہی خوشی ہوئی اور دل سے دعائیں نکلیں کیونکہ ہمارے مدارس دینیہ میں تحریر و تحقیق کا ذوق بہت کم ہے۔ ساری توانائیاں تقریر پر صرف کردی جاتی ہیں، بیشک تدریس و تحقیق اور تصنیف و تالیف میں گوئے سبقت لے جانا باہمت علماء کا کام ہے، انھیں حضرات کے دم سے دنیائے علم و دانش میں رونق ہے۔ مولی تعالیٰ مولانا مفتی محمد جان نعیمی کی اس علمی کاوش کو قبول فرما کر اس پر اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

مولانا مفتی محمد جان نعیمی زید مجدہ سے مل کر ہمیشہ خوشی ہوتی ہے۔ ان کی محبت و اخلاص نے دل میں گھر کرلیا ہے۔ جب وہ کسی تحریر کی فرمائش کرتے ہیں تو قلم رواں ہو جاتا ہے حالانکہ ایسی فرمائشوں کی تکمیل میں مہینوں لگ جاتے ہیں۔ موصوف نے کراچی سے فون پر فرمائش کی حضرت مفتی محمد عبداللہ جان نعیمی کے بارے میں جو کچھ یاد ہو قلم بند کردیں۔ ان کے ارشاد کے مطابق جو کچھ یاد تھا لکھ دیا، مولی تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

مفتی صاحب کا سارا وقت تعلیم و تدریس، عبادت و ریاضت اور خدمت خلق میں گزرتا اس لئے ان کو تصنیف و تالیف کے لئے وقت نہ مل سکا۔ چند رسائل ان کی یادگار ہیں۔ آخر عمر میں البیاض النعیمی کے عنوان سے اپنے فتووں کو جمع کرانا شروع کیا تھا۔ مفتی صاحب تو خود کتابیں

نہ لکھ سکے مگر وہ ایسی نادرونایاب کتابیں جمع کر گئے ہیں کہ آنے والے محققین ان سے استفادہ کرتے رہیں گے۔ مفتی صاحب کو کتابوں سے بڑا شغف تھا۔ وہ اس کے لئے دور دراز علاقوں کا سفر کرتے تھے اور ایسے ہی ایک سفر میں وہ شہید ہوئے۔

مفتی محمد عبداللہ نعیمی قدس سرہ العزیز کی صرف ایک بار زیارت ہوئی، دوبارہ زیارت کی حسرت ہی دل میں رہ گئی۔

ایک ہی بار ہوئیں وجہ گرفتاری دل
التفات ان کی نگاہوں نے دوبارہ نہ کیا

ایک بار فقیر جامع مسجد، مکلی (ٹھٹہ) میں نماز مغرب سے فارغ ہوا تو چند عقیدت مندوں کی جھرمٹ میں ایک نورانی پیکر دیکھا جس کے چہرے سے وہ عالمانہ وقار مترشح تھا جو فقیر نے اپنے والد ماجد مفتی اعظم شاہ محمد مظہراللہ قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز اور صدرالافاضل حضرت مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ العزیز کے مبارک چہروں پر دیکھا تھا۔ حیف وہ چہرے کہاں گے!

سب کہاں، کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں

حضرت علامہ مفتی محمد عبداللہ علیہ الرحمۃ متبحر عالم اور سلف صالحین کی یادگار تھے۔ وہ حضرت تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی علیہ الرحمہ کے تلمیذ رشید تھے جو حضرت صدرالافاضل مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ کے شاگرد رشید تھے ان کے دل میں علم کی ایسی لگن تھی جو اس زمانے میں نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہے۔ جب جامع مسجد مکلی (ٹھٹھہ) میں حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ سے فقیر کی پہلی اور آخری ملاقات ہوئی تو عرض کیا کہ

"تھوڑی دیر کے لئے غریب خانے پر تشریف لے چلیں"۔ حضرت نے فرمایا

"ایک شادی میں سجاول جارہا ہوں ان شاء اللہ پھر آؤں گا۔"

اتفاق سے اسی زمانے میں فتاوی رضویہ کی ایک غیر مطبوعہ جلد چھپ کر ہندوستان سے آئی تھی، فقیر نے چلتے چلتے، باتوں باتوں میں اس کا ذکر کیا تو سنتے ہی غریب خانے پر چلنے کے لئے تیار ہو گئے۔ تشریف لائے اور بڑے ذوق و شوق سے اس جلد کا مطالعہ فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا "مجھے عنایت فرمادیں مطالعہ کے بعد واپس بھیج دی جائے گی"۔ چونکہ فقیر نے مطالعہ نہیں کیا تھا اس لئے عرض کیا کہ "مطالعہ کے بعد پیش کردی جائے گی"۔ ایسا محسوس ہوا کہ حضرت مفتی صاحب کو اس جواب میں دھچکا سا لگا۔ فوراً فرمایا جب میں مرجاؤں گا"۔ (یعنی میرے مرنے کے بعد دیں گے)۔ فقیر نے یہ کلمات سنتے ہی فتاوی رضویہ کی وہ جلد پیش کردی۔ بہت خوش ہوئے اور دعائیں دیں۔ پھر ایک دو ماہ بعد اس کی جلد بنوا کر واپس کردی۔ اللہ اکبر! یہ تھا ان حضرات کا ذوق و شوق اور امانت داری کہ غیر مجلد کتاب لے گئے اور جلد بنوا کر واپس۔ آج کل یہ امانت داری کہاں ؟ کچھ عرصہ نہ گزرا تھا کہ اخبار میں خبر پڑھی حضرت مفتی صاحب اپنی کار میں تلاش علم میں جارہے تھے ایک حادثہ میں شہید ہو گئے۔ خبر پڑھتے ہی حضرت مفتی صاحب کے وہ الفاظ یاد آگئے۔ "جب میں مرجاؤں گا"۔ واقعی اگر پہلی ملاقات میں فقیر فتاوی رضویہ نہ دیتا تو پھر کبھی نہ دے پاتا۔ حیف۔

آئے بھی اور گئے دل بھی وہ لے کر غمگیں

ہائے کیا کیا نہ ہوا ہم کو خبر ہونے تک

حضرت مفتی صاحب کے ذوق علم کے بارے میں ادارہ تحقیقات امام

احمد رضا کراچی کے صدر محترم جناب سید ریاست علی قادری فرماتے تھے کہ بریلی شریف سے ان کے پاس امام احمد رضا بریلوی کے بہت سے قلمی نوادرات آئے تھے جن میں تصانیف، شروح اور حواشی سب ہی تھے۔ حضرت مفتی صاحب کو جب اس علمی ذخیرہ کا علم ہوا تو ملیر سے نارتھ کراچی زیارت کے لئے خود تشریف لائے حالانکہ فاصلہ دس بارہ میل سے کم نہ ہوگا۔ پھر برابر آتے رہے، مخطوطات لے جاتے ان کے عکس تیار کراتے یہاں تک کہ سارے مخطوطات کی عکسی کاپیاں بنوا کر اپنے کتب خانے میں محفوظ کرلیں۔ ان کے کتب خانے کے متعلق جسٹس مفتی سید شجاعت علی قادری لکھتے ہیں۔

"اندرون سندھ کے اکثر مخطوطات کی نقول مفتی صاحب کے کتب خانے میں موجود ہیں اور میری خوش قسمتی ہے کہ ان سے مجھے استفادہ کا اتنا موقع مل گیا۔" (۷)

اس میں شک نہیں مفتی صاحب اپنے عہد کے جلیل القدر عالم اور مفتی تھے ان کے بارے میں علماء و مشائخ نے اظہار خیال فرمایا ہے حرف بحرف صحیح ہے۔ سلسلہ قادریہ کے شیخ طریقت حضرت شاہ تراب الحق قادری مدظلہ العالی فرماتے ہیں۔ "یقیناً وہ سیرت و کردار کے غازی اور شریعت و طریقت کے جامع اور علوم ظاہری و باطنی کے حامل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو علم لدنی کی دولت سے سرفراز کیا تھا۔" (۸)

اس میں شک نہیں دور حاضر میں مفتی صاحب سلف صالحین کی یادگار تھے مولانا جمیل احمد نعیمی زید عنایتہ (ناظم تعلیمات دارالعلوم نعیمیہ کراچی) فرماتے ہیں : "مفتی محمد عبداللہ نعیمی نقشبندی علیہ الرحمہ کو دیکھ کر بلامبالغہ قرون اولی کے پاکیزہ سیرت حضرات کی یاد تازہ ہوجایا کرتی تھی۔" (۹)

سندھ کے مشہور عالم و عارف حضرت مخدومی پیر محمد ابراہیم جان مجددی سرہندی مدظلہ العالی جن کے پایہ کا عالم اور ولی اس وقت سندھ میں نظر نہیں آتا، حضرت مفتی صاحب کے متعلق ایک سندھی قطعہ تاریخ وفات میں فرماتے ہیں۔

۱۔ وہ اس دور کے شاہ ولی اللہ تھے

۲۔ وہ ملک ولایت کے بادشاہ تھے

اور امیر ورلڈ اسلامک مشن کراچی مولانا سید محمد حسن قادری تحریر فرماتے ہیں۔

"فقیہ اعظم سندھ حضرت مفتی محمد عبداللہ صاحب نعیمی نوراللہ مرقدہ اسلاف کی زندہ نشانی تھے ان کو دیکھ کر اپنے اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔" (۱۰)

اس میں شک نہیں کہ حضرت علامہ مفتی محمد عبداللہ نعیمی نقشبندی مجددی قادری قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز عالم اسلام کے مایہ ناز عالم اور ولی کامل تھے، ان کی مبارک زندگی اس شعر کی آئینہ دار تھی۔

از خیال خویشتن بخویش شو، بیگانہ باش

از خیال حضرت جانانہ شو، جانانہ باش

محمد مسعود احمد

پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج اینڈ پوسٹ

گریجویٹ اسٹڈیز سینٹر

سکھر (سندھ)

(اسلامیہ جمہوریہ پاکستان)

حیات نعیمی کے حاشیے

(۱) مولانا محمد اسلم نعیمی سوانح حیات مفتی اعظم سندھ ص ۴۷ مطبوعہ کراچی

(۲) مولانا محمد اسلم نعیمی سوانح حیات مفتی اعظم سندھ ص ۷۰-۷۱ مطبوعہ کراچی

(۳) مولانا محمد اسلم نعیمی سوانح حیات مفتی اعظم سندھ ص ۲۱ مطبوعہ کراچی

(۴) مولانا محمد اسلم نعیمی سوانح حیات مفتی اعظم سندھ ص ۱۹-۲۰ مطبوعہ کراچی

(۵) مولانا محمد اسلم نعیمی سوانح حیات مفتی عبداللہ ص ۵۳ مطبوعہ کراچی

(۶) مولانا محمد اسلم نعیمی سوانح حیات مفتی عبداللہ ص ۵۴ مطبوعہ کراچی

(۷) مولانا محمد اسلم نعیمی سوانح حیات مفتی عبداللہ ص ۵۵ مطبوعہ کراچی

(۸) مولانا محمد اسلم نعیمی سوانح حیات مفتی اعظم سندھ ص ۴۷ مطبوعہ کراچی

(۹) مولانا محمد اسلم نعیمی سوانح حیات مفتی اعظم سندھ ص ۸۴ مطبوعہ کراچی

(۱۰) مولانا محمد اسلم نعیمی سوانح حیات مفتی اعظم سندھ ص ۸۹ مطبوعہ کراچی

(۱۱) مولانا محمد اسلم نعیمی سوانح حیات مفتی اعظم سندھ ص ۸۳ مطبوعہ کراچی

(۱۲) مولانا محمد اسلم نعیمی سوانح حیات مفتی اعظم سندھ ص ۷۱ مطبوعہ کراچی

(۱۳) مولانا محمد اسلم نعیمی سوانح حیات مفتی اعظم سندھ ص ۷۱ مطبوعہ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرف انتساب

مولانا پیر طریقت شمس شریعت زبدۃ العارفین واعظ اسلام الحاج محمد عبد اللہ سولنگی رحمۃ اللہ علیہ (مرشد کامل سلسلہ نقشبندیہ، حضرت مفتی اعظم سندھ قدس سرہ) کے نام جن کے فیض و برکت سے دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ مرکز علم و حکمت بنا۔ جہاں تشنگان علوم دین اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔

شاہاں را چہ عجب گر نوازند گدارا

احقر

محمد جان نعیمی

بتاریخ 3/7/1410 الوافق 31/1/90

بسم اللہ الرحمن الرحیم

و تنزل من القرآن ما هو شفاء و رحمة للمومنين
ولا يزيد الظالمين الا خساراً

رسالہ

تعویذ کا شرعی حکم

تالیف لطیف

مفتی اعظم سندھ شیخ الحدیث مفتی محمد عبد اللہ نعیمی قدس سرہ

ترتیب و تعلیق

صاحبزادہ محمد جان نعیمی

ابتدائیہ

حضرت قبلہ و کعبہ استاد محترم رحمۃ اللہ علیہ ایک ہمہ گیر شخصیت کے حامل تھے۔ آپ کے قلم میں فقہاء کی شدت تھی اور محققین کی طرح جستجو تھی۔ ذہن مجتہدانہ تھا، سوچ مفکرانہ تھی۔ آپ کے علمی تفوق اور ادلہ قاہرہ کے شہ پارے آپ کو آپ کی تصانیف میں جابجا نظر آتے ہیں۔ جب ایک رسالہ بنام تعویذ گنڈا شرک ہے نظروں سے گزرا تو میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ رسالہ پیش کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ اس نوعیت کا ایک سوال بھی بصورت استفتاء آیا ہے۔ لہذا حضرت نے اسی وقت قلم اٹھایا۔ اور اس مسئلہ (تعویذ گنڈا جائز ہے) کو قرآن و حدیث کی روشنی میں تحریر فرمایا۔ وہ قلمی مسودہ موجود تھا۔ حضرت کی حیات میں منظر عام پر نہ آسکا۔ مگر میرے استاد رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ مفتی محمد جان نعیمی کے شب و روز کاوشوں کے نتیجہ میں یہ کتاب منظر عام پر آرہی ہے۔ مفتی محمد جان نعیمی نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا۔ کیوں کہ اس کتاب کی بڑی ضرورت تھی۔ اس لئے کہ یہ کتاب اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل منفرد ہے۔

محمد عبدالعلیم القادری عفی عنہ

تعویذ کا شرعی حکم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء کرام بابت اس مسئلہ میں کہ آج کل بعض اشتہارات اور رسائل و اخبار وغیرہ میں آتا ہے کہ تعویذ گنڈا باندھنا اور دم وغیرہ کرنا حرام اور شرک ہے کیوں کہ یہ کام پیٹ پرست پیروں کا ایجاد کیا ہوا ہے اور تعویذات پر اجرت لینا حرام ہے۔۔۔ لہذا برائے کرم قرآن و سنت کی روشنی میں جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔۔۔ کہ شریعت مطہرہ میں تعویذ وغیرہ باندھنا اور کچھ پڑھ کر دم کرنا اور تعویذ پر اجرت لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں ؟ ۔۔۔۔

بینوا و توجروا عند اللہ تعالٰی

سائل ۔۔۔۔ محمد لبیب صاحب از ملیر کالونی کراچی۔

الجواب

و اللہ ہو الموفق للصواب

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

بندہ ناچیز ۔۔۔۔ صورت مسئولہ کے جواب سے پہلے اپنے مسلمان بھائیوں کی ہدایت کے لئے چند کلمات بطور پند و نصائح ذکر کرتا ہے۔ رب تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم پر قائم فرمائے۔۔۔ آمین ثم آمین۔

میرے مسلمان بھائیو! رب تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم (الآیۃ) (۱)

ترجمہ : اے میرے بندو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی

اطاعت کرو ـــــ اور ان کی جو تم میں صاحب امر ہیں۔ اولی الامر سے مراد علماء کرام ہیں جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس اور سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں :

هم الفقهاء و العلماء الذين يعلمون الناس معالم دينهم و هو قول الحسن و الضحاک و مجاهد انتهٰی (۲)

ترجمہ : یعنی وہ علماء اور فقہاء جو تعلیم دیتے ہیں لوگوں کو دین کے احکام کی۔
یہ بھی جاننا چاہیئے کہ علماء و فقہاء سے مراد وہ علماء و فقہاء ہیں۔ جو قرآن و سنت کے علوم میں ماہر ہوں اور ان علوم پر پورا عبور رکھتے ہوں جن پر قرآن و سنت جاننا موقوف ہے۔ جیسے ائمہ مجتہدین ہیں۔ اور وہ علماء کرام جو علم و عمل، عرفان الٰہی اور حُب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیکر ہوں جن کی تصانیف پر عرب و عجم و مشرق و مغرب کے علماء کرام کا اعتماد ہو۔۔۔ اگر ہر ایک لکھا پڑھا مراد ہوتا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علماء سوء کی اتباع سے بچنے کی کیوں تاکید فرماتے۔۔۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔۔۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔۔۔

يكون فى آخر الزمان دجالون كذابون ياتونكم من الاحاديث بما لم تسمعوا انتم ولا آبائكم فاياكم لايضلونكم ولا يفتنونكم (رواه مسلم) ـ (۳)

ترجمہ : کہ آخر زمانے میں جھوٹے اور مکار تمہارے ہاں ایسی حدیثیں لائیں گے جو نہ تم نے سنی تھیں اور نہ تمہارے آباء و اجداد نے۔۔۔ پس اپنے آپ کو ان کی گمراہی سے بچاؤ مباداکہ تمہیں گمراہی اور فتنوں میں نہ ڈال بیٹھیں۔ انتہی۔

اور اسی طرح یہ ارشاد فرمایا کہ میری امت میں تہتر فرقے ہوں گے۔ اور ان میں سے بہتر فرقے جہنمی ہوں گے اور ایک گروہ جنتی ہے پس صحابہ کرام نے دریافت فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ جنتی گروہ کون سا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔۔۔

ما انا علیه و اصحابی (الحدیث)۔۔۔ (۴)

یعنی جس عقیدے پر میں اور میرے صحابہ کرام ہیں اس عقیدے پر جو ہوگا وہ جنتی گروہ ہے۔
بفضلہ تعالیٰ وہ گروہ جنتی اہل سنت و جماعت کا ہے جس کے جنتی ہونے کی یہی دلیل ہے کہ امت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں جتنے بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول بندے گزرے ہیں اور اس وقت جو ہیں وہ سب کے سب اہل سنت و جماعت کے عقیدے پر تھے اور ہیں۔۔۔ اور اسی طرح امت میں جب اختلاف پیدا ہو تو گروہ عظیم کی اتباع کا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امر فرمایا۔۔۔
جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔

اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ فی النار۔۔۔(الحدیث) (۵)

پس بفضلہ تعالیٰ امت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جتنے بھی فرقے پیدا ہوئے ہیں ان سب میں سواد اعظم جماعت اہل سنت ہے۔ اور اس اہل سنت کا عظیم گروہ ہونا اس گروہ کے جنتی ہونے کی دلیل ہے۔۔۔
لہٰذا مسلمانوں پر فرض ہے کہ قرآن و سنت کا جو مفہوم سلف صالحین و ائمہ مجتہدین اور علماء محققین نے بیان فرمایا ہے۔ اس کو حق جانیں اور اس پر عمل کریں اور ہر ایک کہ مہ کا بیان کردہ مفہوم حجت نہیں۔ اور قرآن و سنت کا علم دین ہے اور دین کس سے لینا چاہیئے اس بارے میں

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔۔۔

ان ھذا العلم دین فانظروا عمن تاخذون دینکم(الحدیث) (٦)

ترجمہ:- کہ یہ علم (یعنی قرآن و سنت) دین ہے۔ جس سے اپنا دین لینا چاہو اس کے عقیدے اور اعمال و تقوی وغیرہ میں غوروفکر کے بعد اپنا دین حاصل کرو۔ نہ کر ہر ایک کہ مہ کی بات پر چلا کرو۔۔۔

لہٰذا احادیثِ صحیحہ اور اسلاف کرام کے اقوال سے ثابت ہوا کہ ہر ایک پڑھے لکھے کے قول پر اعتماد نہیں کرنا چاہیئے۔ جب تک کہ اس کا عقیدہ، تقوی اور علمیت معلوم نہ ہو۔

پس میرے مسلمان بھائیو! ارشاد نبوی علیہ الصلوۃ والسلام کے مطابق امت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۷۳ فرقوں میں متفرق ہوچکی ہے۔ بحمد اللہ تعالیٰ ان ۷۳ گروہوں میں تابعین کے دور سے لے کر آج تک سواداعظم اہل سنت و جماعت کا گروہ ہے۔ جسے اس وقت ہمارے ملک میں بریلوی جماعت کہا جاتا ہے۔ اس سواداعظم کی اتباع کا سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امر فرمانا اس گروہ کی حقانیت اور ناجی ہونے کی دلیل کامل ہے۔ لہذا قرآن و سنت کے مفہوم کو اہل سنت و جماعت کے علماء محققین نے جو بیان فرمایا ہے اس پر ہمیں عمل کرنا چاہیئے اور ہمارے لئے ان ہی حضرات کا قول و فعل و عمل حجت ہے۔ اور اس پُرفتن دور میں ہر ایک پڑھے لکھے کے پیچھے لگنا نہایت نادانی ہے۔ رب تعالیٰ ہمیں مسلک اہل سنت و جماعت پر قائم رکھے اور گمراہ فرقوں کے شر سے محفوظ فرمائے۔ آمین ثم آمین

برادرانِ اسلام:

صورۃ مسئولہ میں شرعی حکم یہ ہے کہ قرآن مجید کی آیت اور

ادعیہ ماثورہ اور وہ دعائیں اور وظائف جو ہمارے بزرگان دین سے منقول ہیں۔ پڑھ کر مریض پر دم کرنا اور تعویذ بنا کر باندھنا جائز ہے بلکہ سنت و مستحب ہے۔ جس کا انکار کوئی ذی علم نہیں کرسکتا اور جہلاء اور گمراہ فرقوں کے اقوال پر کوئی اعتبار نہیں۔

برادران اسلام :

قرآنی آیات اور کلام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جس طرح روحانی امراض کے لئے شفاء ہے اسی طرح جسمانی امراض کے لئے بھی شفاء ہے۔

جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

وننزل من القران ماھو شفاء ورحمة للمؤمنین ولا یزید الظالمین الا خسارا (الاية) (٧)

ترجمہ:- اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لئے شفاء اور رحمت ہے اور اس سے ظالموں کو نقصان ہی بڑھتا ہے۔

اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید میں مومنوں کے لئے روحانی اور جسمانی امراض کے لئے شفاء ہے۔

اقوال مفسرین کرام :

جیسا کہ مفسر قرآن محمد اسماعیل حقی قدس سرہ تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں۔

واعلم ان القران شفاء للمرض الجسمانی الخ (٨)

ترجمہ:- جان لے کہ تحقیق قرآن مجید جسمانی مرض کے لئے بھی شفاء ہے انتہی۔

اور حضرت علامہ شیخ جمل اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

و فی الخازن و ھو شفاء من الامراض الظاہرۃ والباطنۃ واما کونہ شفاء من الامراض۔ الجسمانیۃ فان التبرک بقراء تہ یدفع کثیرا من الامراض یدل علیہ ماروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی فاتحۃ الکتاب وما یدریک انھا رقیۃ الخ (۹)

ترجمہ:۔ تفسیر خازن میں ہے کہ قرآن مجید امراض ظاہرہ اور باطنہ کے لئے شفاء ہے۔ اور اس کا امراض جسمانیہ کے لئے شفاء ہونا وہ اس لئے کہ قرآن مجید کے تلاوت کی برکت بہت سے امراض کو دفع کرتی ہے۔ اس پر دلیل وہ حدیث ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ سورت فاتحہ رقیہ ہے۔ یعنی دم ہے انتہیٰ۔

اور اسی طرح حضرت علامہ سید محمود البغدادی قدس سرہ اپنی تفسیر روح المعانی میں قرآن مجید کے امراض جسمانیہ اور روحانیہ کے لئے شفاء ہونے کے بحث میں آیات شفاء کے بارے میں امام سبکی علیہ الرحمۃ کا قول نقل فرماتے ہیں :

وقال السبکی وقد جربت کثیرا ومن القشیری انہ مرض لہ ولد لیس من حیاتہ فرای اللہ تعالٰی فی منامہ فشکی لہ سبحانہ ذالک فقال اجمع آیات الشفا واقراھا علیہ اوکتبھا فی اناء واسقہ فیہ مامحییت بہ ففعل فشفاہ اللہ تعالٰی۔ والاطباء معترفون بان من الامور والرقی مایشفی بخاصیۃ روحانیۃ کما فصّلہ الاندلسی فی مفرداتہ و کذا داود فی الجلد الثانی من تذکرتہ ومن ینکر لایعبابہ وقال مالک لاباس بتعلیق الکتب التی فیھا اسماء اللہ تعالٰی علی اعناق المرضی علی وجہ التبرک بھا الخ ورخص الباقر فی العوذۃ تعلقا علی الصبیان مطلقا وکان ابن

سیرین لایری باسا بالشی من القران یعلقہ الانسان کبیرا او صغیرا مطلقا وھوالذی علیہ الناس قدیما وحدیثا فی سائرالامصار الخ (۱۰)

صاحب روح المعانی فرماتے ہیں کہ جو شخص قرآن مجید سے دم اور تعویذ کا منکر ہے اس کے قول کا کوئی اعتبار نہیں۔ اور سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ جس تعویذ میں اسماء الٰہی لکھے ہوں اس کو برکت کے لئے مریض کی گردن میں لٹکانے میں کوئی حرج نہیں۔ اور سیدنا امام باقر رضی اللہ تعالٰی عنہ اور حضرت امام ابن سیرین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے معوذات اور قرآن مجید کی آیات کو لکھ کر گردن میں لٹکانے کی رخصت فرمائی ہے۔ اور پھر یہی صاحب روح المعانی فرماتے ہیں کہ معوذات اور قرآنی آیات اور اسماء الٰہی کو لکھ کر گردن میں لٹکانے پر قدیما اہل اسلام کا تمام بلاد میں معمول رہا ہے۔

اور اسی طرح حضرت علامہ قرطبی تفسیر احکام القرآن میں اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

اختلف العلماء فی کونہ شفاء علی قولین احدھما انہ شفاء للقلوب بزوال الجھل عنھا وازالۃ الریب والکشف غطاء القلب من مرض الجھل والامور الدالۃ علی اللہ تعالٰی والثانی شفاء من الامراض الظاھرۃ بالرقی والتعوذ ونحوہ الخ (۱۱)

پھر فرماتے ہیں۔

وسئل ابن المسیب عن التعویذا یعلق قال اذا کان فی قصبۃ او رقعۃ یحرز فلا باس بہ وھذا علی ان المکتوب قران و عن الضحاک انہ لم یکن یری باسا ان یعلق الرجل الشئی من کتاب اللہ اذا وضعہ عندا الجماع وعند الغائط ورخص ابوجعفر محمد بن علی فی التعویذ

يعلق على الصبيان وكان ابن سيرين لايرى باسا بالشى من القران يعلقه الانسان انتهىٰ (۱۲)

اور یہی علامہ قرطبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے بالغ بچوں کو معوذات یاد کراتے تھے اور نابالغ بچوں کو معوذات لکھ کر گردن میں لٹکاتے تھے اور فرماتے تھے۔

وكان عبدالله يعلمها ولده من ادرك منهم ومن لم يدرك كتبها وعلقها عليه انتهىٰ (۱۳)

اور علامہ شیخ محمد فاضل بن یامین قدس سرہ فرماتے ہیں۔

ان هذه السورة المباركة اعنى الفاتحة تبرى الاسقام والالام وتعجل بها العافية اذا قراها المريض فى حينه اوتليت عليه ومسح على جميع بدنه مرة واحدة او على الموضع الموجع ثلاث مراة واذا كتبت فى اناء طاہر ومحيت بماء طاہر وغسل المريض بها وجهه عوفى باذن الله الخ (۱۴)

لہذا مفسرین کرام کی عبارات سے یہ امر واضح ہوا کہ قرآن مجید روحانی اور جسمانی امراض کے لئے شفاء ہے۔ اور قرآن مجید کی آیات اور اسماء الٰہی اور ادعیہ ماثورہ لکھ کر مریض کی گردن میں لٹکانا صحابہ کرام اور تابعین عظام اور سلفا و خلفا تمام بلاد اسلام میں مسلمانوں کا معمول رہا ہے۔ اور اسی طرح احادیث نبوی علی صاحبہا الف صلوۃ و سلام سے بھی قرآن مجید کی آیات اور ادعیہ ماثورہ پڑھ کر دم کرنا اور تعویذ بنا کر گردن میں لٹکانا ثابت ہے۔

ثبوت از احادیث مبارکہ

حدیث اول:

عن انس رضى الله تعالىٰ عنه قال رخص رسول الله صلى الله عليه وسلم فى الرقية من العين و الحمة والنملة (رواه المسلم) (۱۵)

ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رخصت مرحمت فرمائی رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نظر بد اور زہریلا حیوان کاٹنے اور زخم پہلو سے دم کرنے کی انتہیٰ۔

حدیث دوم:

عن عائشه رضى الله عنها قالت امرنى النبى صلى الله عليه وسلم ان نسترقى من العين (رواه البخارى والمسلم) (۱۶)

ترجمہ:۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدنظر سے دم کرنے کا امر فرمایا انتہیٰ۔

حدیث سوم:

عن ام سلمة ان النبى صلى الله عليه وسلم راى فى بيتها جارية فى وجهها سفعة تعنى صفرة فقال استرقوا بها فان بها النظرة (متفق عليه) (۱۷)

ترجمہ:۔ ام المومنین بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کے گھر میں ایک کنیزہ کے چہرہ میں زردی دیکھی تو فرمایا اس کو نظر ہے۔ اس کو دم کرو۔

حدیث چہارم:

عن جابر رضى الله تعالىٰ عنه قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم

عن الرقی فجاء ال عمرو بن حزم فقالو یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ کانت عندنا رقیۃ نرقی بھا من العقرب وانت نہیت عن الرقی فعرضوھا علیہ فقال ما اری بھا باسا من استطاع منکم ان ینفع اخاہ دنیںفعہ (رواہ المسلم) (۱۸)

ترجمہ:- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دم کرنے سے منع فرمایا۔ پھر عمرو بن حزم کے گھر تشریف لائے۔ تو انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے ہاں ایک دم ہے جو ہم بچھو کے کاٹے سے دم کرتے تھے اور سرکار نے دم کرنے سے منع فرمایا ہے تو انہوں نے اپنا وہ دم سرکار کو پڑھ کر سنایا تو سرکار نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے جو تم میں سے اپنے بھائی کو نفع دے سکتا ہے تو چاہیئے اس کو نفع دے انتہیٰ۔

حدیث پنجم:

عن عوف بن مالک الاشجعی قال کنا نرقی فی الجاھلیۃ فقلنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف تری فی ذلک فقال اعرضوا علی رقاکم لاباس بالرقی ما لم یکن فیہ شرک (رواہ المسلم) (۱۹)

ترجمہ:- حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایاکہ ہم جاہلیت میں دم کرتے تھے تو ہم نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا فرماتے ہیں اس میں تو سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سناؤ اپنا دم ہمیں فرمایا کہ جس دم میں کلمات شرکیہ نہ ہوں اس میں کوئی حرج نہیں انتہیٰ۔

حدیث ششم:

عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان ینفث علی نفسہ فی المرض الذی مات فیہ بالمعوذات فلما ثقل کنت انفث علیہ وامسح بیدنفسہ لبرکتھا (رواہ البخاری) (۲۰)

ترجمہ:- ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس مرض میں وصال پایا اس میں معوذات پڑھ کر اپنے جسم شریف پر دم کرتے تھے اور پھر جب سرکار کا مرض بھاری ہوا تو میں معوذات پڑھ کر سرکار پردم کرتی تھی اور برکت کے لئے سرکار کے ہاتھ سے مسح کرتی تھی انتہیٰ۔

حدیث ہفتم:

عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا فزع احدکم فی النوم فلیقل اعوذ بکلمات اللہ التامات من غضبہ وعقاب وشر عبادہ ومن ھمزات الشیاطین وان یحضرون فانھا لن تضرہ(الحدیث) (۲۱)

ترجمہ : سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایاکہ جو تم میں سے خواب میں ڈرے تو اسے چاہیئے یہ کلمات کہے کہ اعوذ بکلمات اللہ التامات الخ۔

حدیث ہشتم:

وکان عبداللہ بن عمرو یعلمھا من بلغ من ولدہ ومن لم یبلغ منھم کتبھا فی صک ثم علقھا فی عنقہ (رواہ ابوداؤد و الترمذی) (۲۲)

ترجمہ:- یعنی حضرت عبداللہ بن عمرو یہی کلمات اپنے بالغ بچوں کو سکھاتے تھے اور نابالغ بچوں کے لئے لکھ کر گردن میں لٹکاتے تھے انتہیٰ۔

مذکورہ احادیث صحیحہ سے یہ امر ثابت ہوا کہ قرآن مجید اور ادعیہ ماثورہ پڑھ کر دم کرنا اور تعویذ بنا کر گردن میں باندھنا شرعاً جائز اور مستحب ہے۔ اور اسی طرح پر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عمل رہا ہے۔

اور اسی طرح محدثین کرام و فقہاء عظام کے اقوال سے بھی تعویذ بنا کر گردن میں باندھنا، دم کرنا ثابت ہے۔

اقوال محدثین عظام و فقہاء کرام

قول اول:

محدث کبیر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری شرح بخاری میں فرماتے ہیں۔

وقد اجمع العلماء علی جواز الرقی عند اجتماع ثلاثۃ شروط ان یکون بکلام اللہ تعالیٰ او باسمائہ وصفاتہ وباللسان العربی او بما یعرف معناہ من غیرہ وان یعتقد ان الرقیۃ لاتوثر بذاتھا بل بذات اللہ تعالیٰ واختلفوا فی کونھا شرطا والراجع انہ لابدمن اعتبار الشروط المذکورۃ ففی صحیح مسلم من حدیث عوف بن مالک قال کنا نرقی فی الجاھلیۃ فقلنا یارسول اللہ ﷺ کیف تری فی ذلک فقال اعرضوا علی رقاکم لاباس بالرقی مالم یکن فیہ شرک ولہ من حدیث جابر نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الرقی فجاء آل عمروبن حزم فقالوا یارسول اللہ ﷺ انہ کانت عندنا رقیۃ نرقی بھا من العقرب قال فعرضوا علیہ فقال ماری باسا من استطاع ان ینفع اخاہ فلینفعہ الخ (٢٣)

ھکذا فی عون المعبود شرح ابی داؤد (٢٤)

وکذا فی المواھب اللطیفۃ (٢٥)

قول دوم:

حضرت شیخ علامہ قرطبی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

فیہ دلالۃ علی جواز الرقی من کل الا لام وان ذلک کان امرا معلوما بینھم انتھیٰ (٢٦)

ترجمہ:- یعنی اس میں دلیل ہے ہر طرح کی تکالیف کے لئے تعویذ کے جواز پر اور یہ طریقہ سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین میں معروف ہے۔

قول سوم:

خاتم المحدثین شیخ عبدالحق قدس سرہ فرماتے ہیں۔

و ازینجا جواز آویختن تعویذات درگردن معلوم میشود و بعضے علماء را دریں جا اختلاف است مختار آں است کہ تعلیق حرزات و مانند آں مکروہ است اما اگر قرآن یا اسماء الٰہی تعالیٰ بنویسند باکے نیست۔ (٢٧)

قول چہارم:

جازت الرقی من کل آیۃ اذا کانت بما یفھم وافضل ذلک وانفعہ الرقیۃ باسماء اللہ تعالیٰ وکلامہ العزیز وکلام رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم (٢٨)

قول پنجم:

اور شیخ حضرت علامہ مخدوم عبدالواحد سیوستانی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں۔

سوال:

ماقولهم اندر آنچه دعاء نوشته تعویذ نموده در کلوکو دکان اندا ختن جائز است یانه بینوا وتوجروا۔

جواب:

الظاہر انه یجوز لما فی الطریقة المحمدیة اما تعلیق التعویذ فلا باس به ولکن ینزعه عند الخلاء والقربان کذا فی التتار خانیه اقول ومما یدل علی مشروعیة تعلیق التعویذ فی العنق ماذکر الشیخ الجزری فی الحصن الحصین واذا فزع او وجد وحشة او ارق فلیقل اعوذ بکلمات اللّٰہ التامات من غضبه عقابه وشر عباده ومن همزات الشیاطین وان یحضرون وکان عبداللّٰہ بن عمرو یلقنها من عقل من ولده ومن لم یعقل کتبها فی صک ثم علقها فی عنقه انتہیٰ فکتابة هذا التعویذ وتعلیق ذلک فی عنق الطفل من الصحابی دلیل المشروعیة فمن انکر هذا الفعل فقد انکر علی الصحابی کما لایخفی ۔ (۲۹)

قول ششم:

اور علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں ازیں جہت است وہ رقیہ بقراں و اسماء اللّٰہ و صفات دے خاصة نباشد وبالجملة اجماع دارند علماء امت نیز کراہت رقیہ بغیر کتاب اللّٰہ واسماء و صفات وے تعالیٰ شانه واعظم رقیہا قرآن عظیم است (۳۰)

مذکورہ اقوال سے بھی یہ امر ثابت ہوا کہ قرآن مجید اور ادعیہ ماثورہ اور کلام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھ کر دم کرنا اور تعویذ بنا کر گلے میں باندھنا شرعاً جائز اور مستحب ہے اور اسی پر قدیماً سلف صالحین

کا تمام بلاد اسلام میں عمل رہا ہے۔ کما لایخفی۔

برادران اسلام:

اب آپ حضرات کے سامنے وہ احادیث ذکر کی جاتی ہیں جن سے منکرین ان کے عدم جواز پر استدلال کرتے ہیں۔ لیکن ان کا یہ استدلال باطل ہے معتبر نہیں جیسا کہ ان شاء اللہ آگے ذکر کیا جائے گا۔

احادیث مبارکہ

حدیث اول:

عن زینب امراة عبداللّٰہ بن مسعود ان عبداللّٰہ رای فی عنقی خیطا فقال ماهذا فقلت خیط رقی لی فیه قالت فاخذه فقطعه ثم قال انتم ال عبداللّٰہ لأغنیاء عن الشرک انتہیٰ (۳۱)

ترجمہ:- بی بی زینب عبداللہ بن مسعود کی زوجہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے میری گردن میں دھاگا دیکھا پس سوال کیا کہ کیا ہے؟ یہ تو میں نے کہا میرے لئے دم کیا ہوا دھاگا ہے پس عبداللہ بن مسعود نے اس کو لے کر کاٹ ڈالا پھر کہا کہ تم آل عبداللہ شرک سے بے نیاز ہو۔

حدیث دوم:

عن عبداللّٰہ ابن عمر قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول ما ابالی اتیت ان انا شربت تریاقا اوتعلقت تمیمة اوقلت الشعر من قبل نفسی (رواہ ابوداؤد) (۳۲)

ترجمہ:- عبداللہ بن عمر سے مروی ہے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ نہیں پرواہ کرتا اس بات کی کہ تریاق پیوں یا دھاگہ لٹکاؤں اور یا اپنی طرف سے اشعار کہوں انتہیٰ۔

حدیث سوم:

عن جابر رضی اللہ عنہ سئل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن النشرة فقال هو من عمل الشیطان (رواہ ابوداؤد) (٣٣)

ترجمہ:- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نشرہ کے بابت سوال کیا گیا۔ (نشرہ جنون کا دم ہے) تو فرمایا نشرہ شیطانی عمل ہے انتہیٰ۔

حدیث چہارم:

عن المغیرة بن شعبة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اکتوی اواسترقی فقد بری من التوکل (رواہ احمد والترمذی وابن ماجة) (٣٤)

ترجمہ:- مغیرہ بن شعبہ فرماتے ہیں کہ سرکار نے فرمایا جس نے داغ لگایا یا دم کروایا پس بے شک توکل سے بری ہوا۔ انتہیٰ۔

برادران اسلام :

یہ وہ احادیث ہیں جن سے منکرین جواز دم اور تعویذ اور دھاگہ وغیرہ کے ان امور کے شرک اور حرام ہونے پر استدلال کرتے ہیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ان احادیث مبارکہ کے بارے میں علماء محققین جن کی تصانیف اور اقوال پر مشرق و مغرب کے علماء کرام کا اعتماد ہے وہ علمائے محققین کیا فرماتے ہیں۔

حدیث اول کا جواب :

یہاں دھاگہ سے مراد گنڈے کا نیلا دھاگہ ہے جس پر جادوگر جادو کا دم کرکے

مریض کو پہناتے ہیں چونکہ ان کے دم میں مشرکانہ الفاظ ہوتے ہیں۔ بتوں کا توسل وغیرہ اور اس زمانہ میں زمانہ جاہلیت کے گنڈے وغیرہ بہت ہی متعارف تھے۔ اس لئے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس گنڈے پہننے کو شرک قرار دیا۔ کما قال الشیخ عبدالحق الدهلوی۔

حدیث دوم کا جواب:

اس حدیث کی شرح میں شیخ علی القاری مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

قولہ اوتعلقت تمیمة ای اخذتها علاقة والمراد من التمیمة ما کان من تمائم الجاهلیه ورقاها فان القسم الذی یختص باسماء اللہ وکلماته غیر داخل فی جملة بل هو مستحب مرجوا لبرکة عرف ذلک من اصل السنة الخ (٣٥)

اور شیخ خاتم المحدثین شاہ عبدالحق دہلوی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔ مراد تمائم جاہلیت ست مثل مہرہ و ناخن درندہ ہا و استخوانہائے ایشاں و اما آنچہ بقرآن و اسماء الٰہی باشد خارج است ازیں حکم و مستحب است تعلق و تبرک بداں ۱ ھ (٣٦)

یعنی حدیث پاک میں جس تعویذ کی ممانعت آئی اس سے مراد زمانہ جاہلیت کے تعویذ ہیں جن میں الفاظ شرکیہ ہوتے تھے۔ ان کا بنانا استعمال کرنا حرام ہے۔ باقی اگر تعویذ قرآنی آیات مبارکہ یا اسماء الٰہی سے ہے تو یہ جائز بلکہ مستحب ہے۔

حدیث سوئم کا جواب :

اس حدیث کی شرح میں شیخ محقق شاہ عبدالحق فرماتے ہیں۔

پس مراد بآنچہ او را از عمل شیطان داشتہ رقیہ خواہد بود کہ از عمل شیطان جاہلیت است مشتمل بر اسمائے اصنام وشیاطین یا بزبان

عبرانی کہ معادم نیست معنی آں نہ بقرآن و اسماء اللہ تعالیٰ ۱ ھ (۳۷)

یعنی اس سے مراد وہ عمل ہے جسے جاہلیت کے لوگ کرتے تھے جو کہ بتوں کے نام پر مشتمل تھا اس میں شرکیہ الفاظ تھے لیکن اگر قرآنی آیات اور اسماء الٰہی سے عمل کئے جائیں تو جائز ہے۔

حدیث چہارم کا جواب :

اس حدیث کی شرح میں شیخ ملا علی القاری فرماتے ہیں۔

قوله او استرقى اى بالغ فى دفع الامراض باستعمال الكلمات التى ليست من اسماء الله تعالىٰ وكلمات كتابه ولا من ادعية الماثورة من رسول الله صلى الله عليه وسلم فقد برى من التوكل اى سقط من درجة التوكل التى هى اعلى مراتب الكمل انتهىٰ (۳۸)

یعنی دفع امراض کے لئے قرآنی آیات اور اسماء الٰہی اور ادعیہ ماثورہ کے علاوہ اور کلمات استعمال کرنا متوکلین کی شان سے بعید ہے۔ خیال رہے کہ زمانہ جاہلیت میں داغ اور دم کو دفع مرض کے لئے مستقل علت مانا جاتا تھا۔ اس لئے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو توکل کے خلاف قرار دیا۔

لہذا مذکورہ احادیث مبارکہ کے متعلق محدثین کرام کے اقوال پیش کئے گئے ان احادیث مبارکہ میں جو بھی نہی وارد ہوئی اس سے مراد ایسا تعویذ یا گنڈا وغیرہ ہے جس پر الفاظ شرکیہ استعمال ہوں۔ باقی ایسا تعویذ یا دھاگہ جو کہ قرآنی آیات اور اسماء الٰہی اور ادعیہ ماثورہ پر مشتمل ہے وہ جائز بلکہ مستحب ہے اور اسی پر قدیما سلف صالحین کا تمام بلاد اسلام میں عمل ہورہا ہے۔ اور جو اس کا انکار کرتا ہے اس کا انکار معتبر نہیں۔ اور اسی طرح تعویذ وغیرہ پر اجرت لینا شرعا جائز ہے جس کا جواز احادیث صحیحہ اور

فقہاء کرام کے اقوال سے ثابت ہے۔

ثبوت از احادیث مبارکہ و اقوال علماء کرام

حدیث اول:

عن ابن عباس ان نفرا من اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم مروا بماء فيهم لديغ او سليم فعرض لهم رجل من اهل الماء فقال هل فيكم من راق ان فى الماء رجلا لديغا او سليما فانطلق رجل منهم فقراء بفاتحة الكتاب على شاء فبرا فجاء بالشاء الى اصحابه فكرهوا ذلك وقالوا اخذت على كتاب الله اجرا حتى قدموا المدينة فقالو يارسول الله اخذ على كتاب الله اجرا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان احق ما اخذتم عليه اجرا كتاب الله رواه البخارى وفى رواية اصبتم اقسموا واضربوا الى معكم سهما(الحديث) (۳۹)

ترجمہ:- روایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کی ایک جماعت کسی گھاٹ پر گزری۔ جن میں ایک سانپ یا بچھو کا ڈسا ہوا تھا۔ تو گھاٹ والوں میں سے ایک شخص ان کے پاس آکر بولا کیا تم میں کوئی دم کرنے والا ہے۔ گھاٹ میں ایک شخص بچھو یا سانپ کا کاٹا ہوا ہے۔ تو صحابہ کرام میں سے ایک صاحب کچھ بکریوں کی شرط پر چلے گئے۔ سورۃ فاتحہ پڑھ دی اور وہ اچھا ہوگیا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے پاس کچھ بکریاں لائے۔ صحابہ کرام نے ناپسند کیں۔ وہ بولے تم نے کتاب اللہ پر اجرت لی ہے یہاں تک کہ مدینہ منورہ آئے بولے یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہوں نے کتاب اللہ پر اجرت لی ہے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقینا اجرت لینے

کے سبب سے زیادہ لائق کتاب اللہ ہے۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ تم نے ٹھیک کیا بانٹ لو اور اپنے ساتھ ہمارا حصہ بھی رکھو۔ انتہیٰ۔ اور اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

فیہ دلیل علی جواز الاستجار لقراءۃ القران والرقیۃ بہ الخ (۴۰)

اور شیخ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں یوں فرماتے ہیں۔

دریں حدیث دلیل ست بر جواز رقیہ بقرآن و اخذ اجرت بر آں الخ (۴۱)

فرماتے ہیں۔

حدیث دوم:

عن ابی سعید الخدری ان رھطا من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم انطلقوا فی سفرۃ سافروھا فنزلوا بحی من احیاء العرب فقال بعضھم ان سیدنا لدغ فھل عند احد منکم شی ینفع صاحبنا فقال رجل من القوم نعم واللہ انی لارقی ولکن استضفناکم فابیتم ان تضیفونا ما انا براق حتی تجعلوا لی جعلا فجعلوا لہ قطیعا من الشاء فاتاہ فقراء علیہ ام الکتاب ویتفل حتی براء کانما انشط من عقال قال فاوفاھم جعلھم الذی صالحوھم علیہ فقالوا اقتسموا فقال الذی رقی لاتفعلوا حتی ناتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنستا مرہ فغدوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فذکروا لہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من این علمتم انھا رقیۃ احسنتم اقتسموا واضربوا لی معکم بسھم(الحدیث) (۴۲)

ترجمہ:- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب کی ایک جماعت سفر کررہی تھی۔

پس وہ عرب کے ایک قبیلے کے پاس اترے۔ ان میں سے بعض نے کہا کہ ہمارے سردار کو سانپ نے ڈس لیا ہے کیا تم میں سے کسی کے پاس کوئی ایسی چیز ہے کہ جس سے ہمارے سردار کو نفع پہنچے۔ جماعت میں سے ایک نے کہا ہاں خدا کی قسم میں دم کروں گا۔ لیکن ہم نے تم کو مہمان نوازی کا کہا لیکن تم نے ضیافت سے انکار کردیا۔ لہذا میں اس وقت تک دم نہیں کروں گا جب تک تم میرے ساتھ کچھ مقرر نہ کرو۔ پس انہوں نے بکریوں کا ایک گلہ طے کرلیا۔ پس اصحابی نے آکر اس پر سورۃ فاتحہ پڑھی اور تھتکارا تو وہ تندرست ہوگیا جیسے رسیاں کھل گئی ہوں۔

پس انہوں نے وعدے کے مطابق نذرانہ پیش کردیا اصحاب کہنے لگے کہ تقسیم کرلو۔ دم کرنے والے نے کہا ایسا نہ کیجئے یہاں تک کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر حکم معلوم نہ کرلیں۔ اگلے روز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کہاں سے معلوم ہوا کہ اس کے ساتھ دم کیا جاتا ہے تم نے اچھا کیا لہذا تقسیم کرلو اور اپنے ساتھ میرا حصہ بھی لگانا۔ انتہیٰ۔

اس حدیث کی شرح میں صاحب عون المعبود فرماتے ہیں۔

فیہ جواز الرقیۃ وبہ قالت الائمۃ الاربعۃ وفیہ جواز اخذ الاجرۃ قالہ العینی ۱ ھ (۴۳)

لہذا مذکورہ احادیث صحیحہ اور اقوال محدثین عظام سے یہ بات ثابت ہوئی کہ تعویذ، دم، گنڈا وغیرہ پر اجرت لینا شرعاً جائز ہے شرعی کوئی ممانعت نہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ بحرمت سیدالمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں گمراہ فرقوں کے شر سے محفوظ رکھے اور صراط مستقیم پر

قائم رکھے۔ اور اسی پر ہمارا خاتمہ کرے۔ آمین ثم آمین

واللہ تعالٰی اعلم بالصواب هذا ماظهر لی فی هذا الباب

کتبہ الفقیر
محمد عبداللہ نعیمی عفی عنہ

بہار شریعت حصہ شانزدہم صفحہ ۲۰۹

گلے میں تعویذ لٹکانا جائز ہے جب کہ وہ تعویذ جائز ہو یعنی آیات قرآنیہ یا اسمائے الٰہیہ یا ادعیہ سے تعویذ کیا گیا ہو اور بعض حدیثوں میں جو ممانعت آئی ہے اس سے مراد وہ تعویذات ہیں جو ناجائز الفاظ پر مشتمل ہوں جو زمانہ جاہلیت میں کئے جاتے تھے اسی طرح تعویذات اور آیات و احادیث و ادعیہ رکابی میں لکھ کر مریض کو بہ نیت شفاء پلانا بھی جائز ہے جنب و حائض و نفسا بھی تعویذات کو گلے میں پہن سکتے ہیں۔ بازو پر باندھ سکتے ہیں جب کہ تعویذات غلاف میں ہوں۔

(در المختار رد المحتار)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماخذ و مراجع

نمبر شمار	نام مصنف	نام کتاب	مطبوعہ
۱	قرآن شریف		
۲	شیخ اسماعیل حقی متوفی ۱۱۲۷ھ	تفسیر روح البیان	مطبوعہ مصر
۳	علاؤالدین علی بن محمد متوفی ۷۴۱ھ	تفسیر خازن	مطبوعہ بیروت
۴	شیخ علامہ جمل متوفی ھ	تفسیر جمل	مطبع مکتبہ اسلامیہ ریاض
۵	محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ	بخاری شریف	مطبوعہ کراچی
۶	سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ	سنن ابوداؤد	مکتبہ امدادیہ ملتان
۷	شیخ ولی الدین خطیب متوفی ۷۴۰ھ	مشکوٰۃ شریف	مطبوعہ کراچی
۸	ابی عبداللہ محمد بن احمد قرطبی متوفی ۶۶۸ھ	تفسیر احکام القرآن	مطبع دارالکتاب مصر
۹		عون المعبود شرح ابی داؤد	مطبع دارالکتاب بیروت
۱۰	شیخ ابن حجر محمد عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ	فتح الباری شرح بخاری	مطبوعہ بیروت
۱۱	شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ	اشعۃ اللمعات	مطبوعہ لکھنؤ
۱۲	شیخ ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ	مرقات شرح مشکوٰۃ	مطبوعہ بمبئی
۱۳	شیخ مخدوم عبدالواحد سیوستانی متوفی ۱۲۲۴ھ	بیاض واحدی	مخطوطات
۱۴	شیخ مخدوم محمد عابد سندھی متوفی ۱۲۵۷ھ	مواہب اللطیفہ شرح مسند	مخطوطات
۱۵	شیخ محمد فاضل بن یامین متوفی ھ	نعت البدایات	مطبوعہ بیروت

حواشی کتب

۱- قرآن شریف سورہ نساء پارہ ۵ آیت ۵۸-

۲- شیخ علاؤالدین علی بن محمد متوفی ۸۲۵ھ تفسیر خازن جلد ۱ پارہ ۵ سورہ نساء- مطبع بیروت-

۳- شیخ ولی الدین خطیب متوفی ۷۲۰ھ - مشکوٰۃ شریف ص ۲۸ مطبع سعید ایچ ایم، کراچی-

۴- شیخ ولی الدین خطیب متوفی ۷۲۰ھ - مشکوٰۃ شریف ص ۳۰ مطبع سعید ایچ ایم، کراچی-

۵- شیخ ولی الدین خطیب متوفی ۷۲۰ھ - مشکوٰۃ شریف ص ۳۰ مطبع سعید ایچ ایم کمپنی، کراچی-

۶- شیخ ولی الدین خطیب متوفی ۷۲۰ھ - مشکوٰۃ شریف ص ۲۷ مطبع سعید ایچ ایم کمپنی، کراچی-

۷- قرآن شریف سورہ بنی اسرائیل پارہ ۱۵ آیت ۸۱

۸- شیخ محمد اسماعیل حقی قدس سرہ متوفی ۱۱۲۷ھ - روح البیان ص ۱۹۳ ج ۵ مطبوعہ مصر-

۹- شیخ علامہ جمل قدس سرہ متوفی سن- تفسیر جمل ج ۲ ص ۶۳۳ مطبع مکتبہ اسلامیہ ریاض-

۱۰- ابی عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی متوفی ۶۶۸ھ - تفسیر احکام القرآن ج ۱۰ ص ۳۱۶ مطبع دارالکتاب العربی، مصر-

۱۱- ابی عبداللہ محمد بن احمد قرطبی متوفی ۶۶۸ھ - تفسیر احکام القرآن ج ۱۰ ص ۳۱۶ مطبع دارالکتاب العربی، مصر-

۱۲- ابی عبداللہ محمد بن احمد قرطبی متوفی ۶۶۸ھ - تفسیر احکام القرآن ج ۱۰ ص ۳۲۰ مطبع دارالکتاب العربی، مصر-

تعویذ کا شرعی حکم

۱۳- ابی عبداللہ محمد بن احمد قرطبی متوفی ۶۶۸ھ - تفسیر احکام القرآن ج ۱۰ ص ۳۲ مطبع دارالکتاب العربی، مصر-

۱۴- شیخ محمد فاضل بن یامین متوفی سن- نعت البدایات و توصیف النهایات ص ۲۱۵ مطبوعہ بیروت-

۱۵- شیخ ولی الدین الخطیب متوفی ۷۲۰ھ - مشکوٰۃ شریف ۳۸۸ مطبع سعید ایچ ایم کمپنی، کراچی-

۱۶- محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ بخاری شریف جلد دوم ۸۵۳ مطبوعہ کراچی-

۱۷- شیخ ولی الدین الخطیب متوفی ۷۲۰ھ مشکوٰۃ شریف ۳۸۹ مطبع سعید ایچ ایم کمپنی، کراچی-

۱۸- شیخ ولی الدین الخطیب متوفی ۷۲۰ھ - مشکوٰۃ شریف ۳۸۸ مطبع ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی-

۱۹- شیخ ولی الدین الخطیب متوفی ۷۲۰ھ - مشکوٰۃ شریف ص ۳۸۸ مطبع ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی-

۲۰- شیخ ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری - بخاری شریف ج ۲ ص ۸۵۳ مطبوعہ کراچی-

۲۱- شیخ ولی الدین الخطیب متوفی ۷۲۰ھ - مشکوٰۃ شریف ص ۳۱۷ مطبع سعید ایچ ایم کمپنی، کراچی-

۲۲- شیخ ولی الدین الخطیب متوفی ۷۲۰ھ - مشکوٰۃ شریف ص ۳۱۷ مطبع سعید ایچ ایم کمپنی، کراچی-

۲۳- شیخ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ - فتح الباری شرح بخاری جلد ۱۰ ص ۱۹۶ مطبع دارالمعرفہ بیروت-

۲۴- شیخ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ - عون المعبود شرح ابو داؤد جلد ۴ ص ۱۲ مطبع دارالمعرفہ بیروت-

۲۵- شیخ مخدوم محمد عابد انصاری مدنی متوفی ۱۲۵۷ھ - المواہب اللطیفہ شرح مسند امام ابو حنیفہ ج ۲ ص ۳۹۲ مخطوطات-

۲۶- شیخ شاہ عبد الحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ - اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۳ ص ۲۹۰ مطبع تیج کمار، لکھنؤ-

۲۷- شیخ مخدوم عبدالواحد سیوستانی متوفی ۱۲۲۴ - بیاض واحدی ج ۳ ص ۲۵۵ مخطوطات-

۲۸- شاہ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ - اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۳ ص ۲۰۳ مطبع تیج کمار، لکھنؤ-

۲۹- شیخ ولی الدین الخطیب متوفی ۷۲۰ھ - مشکوٰۃ شریف ص ۳۸۹ مطبع سعید ایچ ایم کمپنی، کراچی-

۳۰۔ شیخ ولی الدین الخطیب متوفی ۷۲۰ھ ۔ مشکوٰۃ شریف ص۳۸۹ مطبع سعید ایچ ایم کمپنی، کراچی۔

۳۱۔ شیخ ولی الدین الخطیب متوفی ۷۲۰ھ ۔ مشکوٰۃ شریف ص۳۸۹ مطبع سعید ایچ ایم کمپنی، کراچی۔

۳۲۔ شیخ ولی الدین الخطیب متوفی ۷۲۰ھ ۔ مشکوٰۃ شریف ص۳۸۹ مطبع سعید ایچ ایم کمپنی، کراچی۔

۳۳۔ شیخ علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ ۔ مرقات شرح مشکوٰۃ ۵۰۹ مطبع اصح المطابع بمبئی۔

۳۴۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ ۔ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج۳ ص۶۱۱ مطبع تیج کمار، لکھنؤ۔

۳۵۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ ۔ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج۳ ص۶۱۱ مطبع تیج کمار، لکھنؤ۔

۳۶۔ شیخ علی قاری حنفی متوفی ۱۰۶۳ھ ۔ مرقات شرح مشکوٰۃ ص۵۱۰ ج۴ مطبوعہ اصح المطابع، بمبئی۔

۳۷۔ شیخ ولی الدین الخطیب متوفی ۷۲۰ھ مشکوٰۃ شریف ص۲۸۵ مطبع سعید ایچ ایم کمپنی، کراچی۔

۳۸۔ شیخ ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ ۔ مرقات شرح مشکوٰۃ ج۶ ص۱۳۶ مطبع مکتبہ امدادیہ، ملتان۔

۳۹۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ص۶۹ ج۴ مطبع تیج کمار لکھنؤ۔

۴۰۔ سلیمان ابن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ سنن ابی داؤد ج۲ ص۱۸۸ مطبع مکتبہ امدادیہ، ملتان۔

۴۱۔ سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ عون المعبود شرح ابی داؤد ج۳ مطبع دار الکتاب العربی بیروت۔

تعویذات

تعویذات کے مسئلہ میں لوگوں کی کئی آراء ہیں۔ بعضوں کے نزدیک تعویذات کی حیثیت توہم پرستی سے زیادہ کچھ نہیں اور کئی لوگ ہر طرح کے تعویذات خواہ کافرانہ و مشرکانہ کلمات پر ہی مشتمل کیوں نہ ہوں لکھتے اور پہنتے ہیں اس مسئلے میں علماء کا مسلک اعتدال یہ ہے :

فتاویٰ رضویہ جلد دہم میں ہے ”عملیات و تعویذ اسمائے الٰہی و کلام الٰہی سے ضرور جائز ہیں جب کہ ان میں کوئی طریقہ خلاف شرع نہ ہو مثلاً کوئی لفظ غیر معلوم المعنیٰ جیسے حفیظی رمضان کھیلھون اور دعائے دفع طاعون میں طوسوسا حاسوسا ماسوسا ایسے الفاظ کی اجازت نہیں جب تک حدیث یا آثار یا اقوال مشائخ معتقدین سے ثابت نہ ہو یونہی دفع صرع وغیرہ کے تعویذ کہ مرغ کے خون سے لکھتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے یونہی حب و تسخیر کے لئے بعض تعویذات دروازہ کی چوکھٹ میں دفن کرتے ہیں کہ آتے جاتے اس پر پاؤں پڑے یہ بھی ممنوع و خلاف ادب ہے اسی طرح وہ مقصود جس کے لئے تعویذ یا عمل کیا جائے، اگر خلاف شرع ہو تو ناجائز ہوجائے گا جیسے عورتیں شوہر کے لئے تعویذ کرتی ہیں یہ حکم شرع کا عکس ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شوہر کو حاکم بنایا ہے اسے محکوم بنانا عورت پر حرام ہے یونہی تفریق و عداوت کے عمل و تعویذ کہ محارم میں کئے جائیں مثلاً بھائی کو بھائی سے جدا کرنا یہ قطع رحم اور قطعی حرام .... غرض نفس عمل یا تعویذ میں کوئی امر خلاف شرع ہو یا مقصود میں تو ناجائز ہے ورنہ جائز بلکہ نفع رسانی مسلم کی غرض سے محمود و موجب اجر“۔

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ قول الجمیل میں راقم ہیں کہ ”میں نے حضرت والا سے سنا کہ اصحاب کہف کے نام امان ہیں ڈوبنے، جلنے اور غارت گری اور چوری سے“۔ اسی کتاب میں ایک اور مقام پر حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ”دفع جن کے لئے اصحاب کہف کے نام گھر کی دیواروں میں لکھے جائیں۔

منقبت شریف

کرتے ہیں یاد پیر کو کس بے کسی سے ہم
جیسے کہ روٹھ جائیں گے اب زندگی سے ہم

وہ روشنی جو حضرت استاد سے ملی
وابستہ مدتوں رہے اس روشنی سے ہم

یہ سب عطائے چشم نعیمی ہے دوستو
ورنہ قریب ہوتے نہ یوں بندگی سے ہم

سرہند سے اٹھا ہے پھر اک ابر جانفزا
باران فیض پائیں گے اس دلکشی سے ہم

اللہ رے فیض نسبت عبد اللہ نقشبند
وابستہ ہوگئے ہیں نبی ﷺ و علی سے ہم

اپنی لحد میں شمع مفتی عبداللہ سے ہم
یہ لے کر جانشین سے اجالا کریں گے

تدریس و درس کا یہ رہے سلسلہ مدام
کرتے ہیں یہ رئیس دعا اس غنی سے ہم

از مولوی رئیس احمد بدایونی